ڈاکٹر ذاکر نائیک کا تصور خدا

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک مذہبی ذوق رکھنے والے حضرات کے لئے کوئی اجنبی شخصیت نہیں۔ پیس ٹی وی نامی چینل پر ان کے پروگرام باقاعدگی سے نشر ہوتے ہیں۔ موصوف اگرچہ میڈیکل سائنس میں سند یافتہ ہیں لیکن ان کی شہرت اسلام کے ایک داعی اور مقرر کی حیثیت سے زیادہ ہے، بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ ان کی اصل وجہ شہرت ہی یہ ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ تقابل بین المذاہب میں خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ اسلامک ریسرچ سنٹر نامی ادارے کے سربراہ بھی ہیں۔ اسلام کے بارے میں پیدا شدہ غلط فہمیوں کے جوابات قرآن، صحیح احادیث، دیگر مذاہب کی کتابوں کے ساتھ ساتھ عقل اور سائنسی تحقیقات کی روشنی میں دیتے ہیں اور سامعین کے مشکل سوالات کے فی البدیہ اور متاثر کن جوابات دینے میں خاصے مشہور ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں تقریباً ۱۲۰۰ خطابات فرما چکے ہیں۔ دیگر مذاہب کی چند شہرت یافتہ شخصیات کے ساتھ مباحثے بھی کر چکے ہیں۔

ڈاکٹر نائیک کا یہ مختصر تعارف ہم نے ان کے اپنے ادارے آئی آر ایف کی ویب سائیٹ پر موجود مواد کے حوالے سے پیش کیا ہے۔ اس ویب سائیٹ کے مطابق ڈاکٹر صاحب مندرجہ ذیل کتابوں کے مصنف بھی ہیں :

1. CONCEPT OF GOD IN MAJOR RELIGIONS
2. ANSWERS TO NON MUSLIMS
3. THE QURAN AND MODERN SCIENCE

شروع میں جب ڈاکٹر صاحب کو ٹی وی پر دیکھنے کا اتفاق ہوا تو بہت سے لوگوں کی طرح ہم بھی ان سے متاثر ہوئے اور دیگر مذاہب کے بارے میں ان کی وسیع معلومات کی ستائش کئے بغیر نہ رہ سکے۔ قدرتی طور پر دل میں یہ احساس بھی پیدا ہوا کہ جو شخص غیر مذاہب کی تعلیمات پر اس قدر عبور رکھتا ہے، یقیناً اسلام (جو اس کا اپنا مذہب ہے) کے بارے میں اس کی معلومات کہیں وسیع ہونگی (موصوف اپنے ایک خطاب میں اس بات کا دعویٰ خود بھی فرما چکے ہیں)، اور انھیں قرآن وحدیث کے کثرت کے ساتھ حوالے دیتے دیکھ کر ہمارے اس مفروضے کو مزید تقویت ملی۔

لیکن افسوس کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ موصوف کے بارے میں متنازعہ بیانات سامنے آنا شروع ہوئے اور آہستہ آہستہ ان میں شدت بھی آتی گئی۔ تحقیق کرنے پر اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ بعض لوگ جو ان سے اختلاف کر رہے ہیں، ان کے تحفظات بالکل درست ہیں۔ بلکہ ہمیں یہ جان کر خاصی حیرت ہوئی کہ وہ ڈاکٹر نائیک جو اسلام کے ایک داعی کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے تھے، ایک مخصوص مکتبہ فکر کے انتہائی متشدد ترجمان کے طور پر سامنے آئے۔ کل تک جن کے دلائل کا ہدف غیر مذاہب کے باطل نظریات تھے، آج ان کے طعن و تشنیع کا نشانہ خود امت مسلمہ کی واضح اکثریت بن گئی۔ اگرچہ ہمیں ان کی کئی باتوں سے اختلاف ہے مگر یہاں ہم صرف ایک متنازعہ مسئلہ ذکر کرنا چاہیں گے۔ ہماری درخواست ہے کہ اس تحریر کو غیر جانبداری سے پڑھا جائے اور اس کے بعد اپنی آزادانہ رائے قائم کی جائے۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اس تحریر میں چونکہ ہماری حیثیت ایک مخالف کی ہے، اس لئے ہم غیر جانبداری کا قطعی کوئی دعویٰ نہیں کر رہے، البتہ اس بات کے مدعی ضرور ہیں کہ

اس معاملے میں ہمارا کوئی ذاتی مفاد یا ڈاکٹر صاحب سے کوئی ذاتی عناد ہرگز کارفرما نہیں بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ ہم جس چیز کو شرعی لحاظ سے قابل گرفت سمجھیں اس کی نشاندہی پوری دیانت داری سے کر دیں۔

اب ہم اپنی اس تحریر کا محرک بیان کرتے ہوئے اس کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں ڈاکٹر صاحب کی ایک کتاب ہماری نظر سے گزری۔ اس کتاب کا نام ہے :

CONCEPT OF GOD IN MAJOR RELIGIONS

یہ ۲۹ صفحات پر مشتمل ایک مختصر انگریزی تحریر ہے اور جیسا کہ نام سے ظاہر ہے' اس میں مختلف مذاہب میں خدا کے بارے میں پائے جانے والے تصورات کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ عطاتراب نامی کسی صاحب نے "مجھے ہے حکم اذاں۔ اہم مذاہب میں خدا کا تصور" کے نام سے کیا ہے جسے رومیل ہاؤس آف پبلی کیشنز نے راولپنڈی سے کتابی شکل میں شائع کیا ہے۔ یہ اردو ترجمہ ۱۱۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں اصل انگریزی کتاب کا ترجمہ صفحہ ۶۵ تک ہے جبکہ صفحہ ۶۶ سے صفحہ ۱۱۰ تک بزم سوال و جواب کا اضافہ کیا گیا ہے جو اسی موضوع پر مشتمل ہیں۔

ہم نے اس مضمون کے آخر میں دونوں کتابوں کے ٹائٹل پیج اور متعلقہ صفحات کے عکوس شامل کر دئے ہیں۔ مزید برآں اگر کوئی صاحب اصل کتب دیکھنا چاہے تو انگریزی کتاب تھوڑی سی تلاش کے بعد مختلف ویب سائیٹس پر نا صرف مل سکتی ہے بلکہ ڈاؤن لوڈ بھی کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح اردو ترجمہ جس کا اوپر حوالہ دیا گیا وہ بھی مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا' اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے مختلف مذاہب (بشمول اسلام) کی تعلیمات کی روشنی میں خدا کے بارے میں نظریات کا ذکر کیا ہے۔ دیگر مذاہب کے حوالے سے جو کچھ انھوں نے لکھا' اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں' چنانچہ اس سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم صرف خدا کے بارے میں ان کے اس نظریے کو لیں گے جسے انھوں نے اسلام کی طرف منسوب کیا ہے اور اس ضمن میں اللہ تعالی کی صفات کے بارے میں ایسی رائے ظاہر کی ہے جس سے ہمیں سخت اختلاف ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی تحریر پر کوئی تبصرہ کرنے سے پہلے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ امت مسلمہ کے چند مستند علماء کرام کی آراء اس سلسلے میں نقل کر دیں تاکہ اندازہ ہو جائے کہ ہماری مصدقہ کتابوں میں صفات باری تعالی کے بارے میں کیا عقائد درج ہیں۔

۱۔ شرح مقاصد میں ہے "عیب اللہ تعالی پر محال ہے"
۲۔ امام محقق علی الاطلاق کمال الدین مسایرہ میں فرماتے ہیں "جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل و کذب سب اللہ تعالی پر محال ہیں"
۳۔ علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدس سرہ اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں "یعنی کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالی اس سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالی پر ممکن نہیں"

۴۔امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں "اللہ تعالی کی بات بہت صفتوں سے موصوف ہے۔ از انجملہ اس کا سچا ہونا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالی پر محال۔

۵۔مزید فرماتے ہیں "اللہ تعالی کی شان نہیں کہ وہ بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے"

۶۔ فاضل سیف الدین ابہری کی شرح مواقف میں ہے "ہر عیب اللہ تعالی پر باالاجماع محال ہے"

۷۔ شرح عقائد جلالی میں ہے "تمام اسباب عیب مثلاً جہل و عجز سب محال ہیں اور صلاحیت قدرت سے خارج"

۸۔ اللہ تعالی پر حرکت و انتقال و جہل و کذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ پر محال"

۹۔ مولانا نظام الدین سہالی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں "جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے وہ سب محال عقلی ہے"

۱۰۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں "اللہ تعالی تمام نقائص و عیوب سے پاک ہے"

۱۱۔ شرح عقائد نسفی میں ہے "زندہ' قادر' جاننے والا' سمیع' بصیر' مشیت والا' ارادے والا ہے کیونکہ ان کے اضداد نقائص ہیں جن سے اللہ تعالی کا بری ہونا لازم ہے"

۱۲۔ شرح سنوسیہ میں ہے "اللہ تعالی کے لئے سمع اور بصر کا ہونا لازم ہے۔ اس پر دلیل کتاب' سنت اور اجماع ہے' اور یہ بھی کہ اگر وہ ان سے متصف نہ ہو تو ان کی ضد سے متصف ہوگا اور وہ نقائص ہیں اور نقص اللہ تعالی کے لئے محال ہے"

۱۳۔ شرح مواقف میں ہے "ہمارے لئے معرفت صفات پر افعال اور نقائص سے تنزیہ کے ساتھ استدلال کے سوا کوئی چارہ نہیں"

۱۴۔ شرح المقاصد میں ہے "اہلسنت کا مذہب یہ ہے کہ تمام جہان حادث و نو پیدا ہے اور اس کا بنانے والا قدیم اور صفات قدیمہ سے موصوف ہے' نہ اس کا جہل ممکن ہے نہ کذب ممکن ہے نہ اس میں کسی طرح کے عیب و نقص کا امکان ہے"

۱۵۔ ھدایہ میں ہے "اللہ تعالی اپنی تخلیق کے ساتھ ہمیشہ سے خالق ہے اور پیدا کرنا اس کی صفت ازلی ہے' اور ہمیشہ سے اپنے فعل کے ساتھ فاعل ہے' اور کرنا اس کی صفت ازلی ہے' اور اللہ تعالی ہی فاعل ہے' اور فعل اسی کی صفت ازلی ہے' اور فعل سے جو مفعول ہوا (یعنی پیدا ہوا)' وہ البتہ مخلوق ہے' اور اللہ تعالی کا کوئی فعل مخلوق نہیں' اور صفات الٰہی ازل میں پیدا نہ ہوئیں اور نہ مخلوق ہوئیں' اس لئے اگر کوئی یہ کہے کہ یہ صفات الٰہی مخلوق ہیں یا نئی پیدا ہوگئی ہیں' یا ان کے بارے میں توقف کرے یا ان میں شک و شبہ کرے تو وہ اللہ تعالی کا منکر ہے"

اوپر درج کئے گئے حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ امت مسلمہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی ہر عیب سے پاک ہے۔ اس کی ہر صفت' صفت کمال اور جملہ نقائص سے مبرہ ہے۔ کوئی نقص اس کی طرف راہ نہیں پا سکتا بلکہ وہ ہر اس چیز سے بلند و برتر ہے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ وہ ان تمام عیبوں سے بھی پاک ہے جو کم عقل اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

ویسے تو ہمارے خیال میں ہر مسلمان فطری طور پر ان باتوں پر یقین رکھتا ہے اور اس سلسلے میں اسے کسی حوالے کی حاجت نہیں ہونی چاہئے' تاہم ہم نے اپنے موقف کی حمایت میں بطور نمونہ چند حوالے درج کر دیے تاکہ کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔

اب ہم ڈاکٹر صاحب کی کتاب اور اس کے اردو ترجمے کے چند اقتباسات نقل کرنے کے بعد ان پر اپنا تبصرہ پیش کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ سب ڈاکٹر صاحب نے اسلامی نظریے کے تحت تحریر کیا ہے۔ ہم یہاں ان کی تحریر کا صرف وہ حصہ لیں گے جس کا تعلق براہ راست اس بحث سے ہے۔ مکمل تحریر مضمون کے آخر میں یا اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔ وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸ پر لکھتے ہیں :

God does not become a human being:

Some people argue that God can do everything, then why cannot He take human form? **If God wishes He can become a human being. But then He no longer remains God** because qualities of God and human beings in many respects are completely incompatible.

یہی بات اردو ترجمے کے صفحہ ۴۴ اور ۴۵ پر اس طرح ہے :

خدا انسانی پیکر میں نہیں ڈھلتا

"بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے تو وہ انسانی پیکر میں کیوں نہیں ڈھل سکتا۔ اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ چاہے تو وہ بشری پیکر میں ڈھل سکتا ہے لیکن پھر وہ خدا نہیں رہے گا کیونکہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

مندرجہ بالا تحریر میں ڈاکٹر صاحب بعض لوگوں کا اعتراض ذکر کرنے کے بعد یہ بتا رہے ہیں کہ اگر اللہ چاہے تو وہ انسانی پیکر میں ڈھل سکتا ہے۔ ساتھ ہی اس کا منطقی نتیجہ بھی بیان کرتے ہیں کہ اگر اللہ انسانی پیکر میں ڈھل جائے تو پھر وہ خدا نہیں رہے گا۔ آگے چل کر مثالوں سے واضح کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا انسانی پیکر میں ڈھلنا بالکل بے معنی اور غیر معقول ہے۔

بظاہر اس تحریر سے یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اللہ تعالیٰ کے انسانی پیکر میں ڈھلنے کے غلط نظریے کا بطلان فرما رہے ہیں۔ لیکن ان کی تحریر کو غور سے پڑھنے پر واضح ہو جاتا ہے کہ وہ دراصل محض وقوع کی نفی کر رہے ہیں نہ کہ امکان کی۔ جبکہ یہ بات مسلمہ ہے کہ جو کچھ ممکن ہے وہ اللہ کی قدرت کے تحت ہے، اور جو کچھ تحت قدرت نہیں، وہ ممکنات میں شمار ہی نہیں ہوتا بلکہ محال کہلاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ "اگر اللہ سبحانہ چاہے تو وہ بشری پیکر میں ڈھل سکتا ہے" تو ثابت ہوا کہ وہ اسے محال نہیں مانتے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی نتیجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر ایسا ہو تو وہ خدا نہیں رہے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا اگر خدا نہ رہے تو یہ اس کے حق میں عیب ہے یا نہیں۔ یقیناً اس سے بڑا عیب خدا کے حق میں کیا ہوگا کہ اس کی خدائی ہی جاتی رہے۔ اور ہم مستند حوالوں سے اوپر یہ ثابت کر آئے کہ عیب اللہ پر محال ہے، تو یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا انسانی پیکر میں ڈھلنا بھی محال ہے۔ لہٰذا یہ قول کہ اگر اللہ چاہے تو انسانی پیکر میں ڈھل سکتا ہے، باطل محض ہے۔

آ گے چل کر اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر اللہ تعالی کے انسانی پیکر میں نہ ڈھلنے کے مزید دلائل دیتے ہوئے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں :

Moreover if God takes human form, **the same human cannot later become God**, since human beings, by definition, do not possess the power to become God.

یہی بات اردو کتاب کے صفحہ ۴٦ پر یوں ہے :

"علاوہ ازیں اگر خدا انسانی روپ اختیار کر لے تو پھر یہی انسان خدا نہیں بن سکے گا کیونکہ انسان اپنی تعریف میں ہی ایسا موجود ہے جو خدا بننے کی قدرت نہیں رکھتا"۔

سبحان اللہ۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ڈاکٹر صاحب کے اس طرز استدلال کی داد کس طرح دیں۔ یعنی فرماتے ہیں کہ خدا انسان اس لئے نہیں بنتا کہ اگر ایک دفعہ انسان بننے کی غلطی کر بیٹھا تو واپس خدا کیسے بنے گا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ہمارا اعتراض پھر وہی ہے۔ اگر اس استدلال کو درست تسلیم کر لیا جائے تو ثابت ہو گا کہ انسانی پیکر میں ڈھلنا مطلّقاً خدائی سے ہاتھ دھونا ہے' لہٰذا بہت بڑا عیب ہے' اور چونکہ اللہ تعالی عیب سے پاک و منزہ ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہ کہنا کہ اگر اللہ چاہے تو انسانی پیکر میں ڈھال سکتا ہے قطعاً غلط اور باطل ہے۔ کیونکہ ہر وہ چیز جو خود عیب ہو یا کسی عیب کا باعث بنے' اللہ تعالی کو اس سے پاک ماننا ضروری ہے۔

آ گے چل کر اسی صفحہ ۱۹ اور ۲۰ پر اپنے اس نظریے کی تائید میں بطور دلیل لکھتے ہیں :

God does not perform ungodly acts:

The attributes of Almighty God preclude any evil since God is the fountainhead of justice, mercy and truth. God can never be thought of as doing an ungodly act. Hence we cannot imagine God telling a lie, being unjust, making a mistake, forgetting things, and such other human failings. **Similarly God can do injustice if he wants but He will never do it** because being unjust is an ungodly act.

The holy Quran says:

“Allah is never unjust in the least degree”

God can be unjust if he wants, but the moment God does injustice He ceases to be God.

God does not forget nor does He make mistakes:

God will not forget anything because forgetting is an ungodly act, which reeks of human limitations and failing. Similarly, God will not make a mistake, because making mistakes is an ungodly act.

"….. my Lord never errs, nor forgets".

God performs godly acts:

He has power over all things. The Islamic concept of God is that God has power over all things. The Holy Quran says in several places:

"For verily Allah has power over all things"

Further the glorious Quran says:

"Allah is the doer of all He intends"

We must keep in mind that Allah intends only godly acts and not ungodly acts.

یہ مضمون اردو کتاب کے صفحہ ٤٦ سے ٤٨ تک بیان ہوا ہے :

خدا غیر خدائی افعال سر انجام نہیں دے سکتا

اللہ سبحانہ و تعالی کی پاکیزہ صفات کسی ناشائستگی اور ناروائی کی متحمل نہیں ہو سکتیں کیونکہ وہ ذات باری تعالی عدل، رحم و کرم اور حق و صداقت کا سرچشمہ ہے۔ اللہ سبحان و تعالی سے ناشائستہ فعل کا صدور اصلاً و ابداً ناقابل تصور ہے لہٰذا ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ خدائے عزوجل جھوٹ، ناانصافی، غلطی، نسیان اور اسی طرح کی دیگر انسانی کوتاہیوں کا (معاذاللہ) مرتکب ہو سکتا ہے۔ البتہ خدا ناانصافی پر قادر ضرور ہے لیکن وہ ایسا ہرگز نہیں کرتا کیونکہ یہ اس کے شایان شان نہیں۔

قرآن مجید فرماتا ہے :
"یقیناً اللہ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا"۔

خدا چاہے تو ظلم کر سکتا ہے لیکن جونہی ظلم کرے گا خدا نہیں رہے گا۔

خدا بھولتا ہے نہ غلطی کرتا ہے

خدا کسی چیز کو نہیں بھولتا کیونکہ بھولنا ایک غیر خدائی فعل ہے جو انسانی عجز، کمزوریوں اور کوتاہیوں کی علامت ہے۔ علی ہذا القیاس خدائے ذوالجلال کبھی غلطی نہیں کرتا کیونکہ یہ ایک غیر خدائی فعل ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے :

"میرا رب نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے"۔

خدا اپنے شایان شان افعال انجام دیتا ہے

اللہ سبحان و تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔ اسلامی تصور خدا میں خدائے ذوالجلال قادر مطلق ہے۔ قرآن میں متعدد مقامات پر ارشاد فرماتا ہے :

"بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

قرآن مجید مذید فرماتا ہے :

"وہ جو چاہے اسے خوب انجام دینے والا ہے"۔

ہمیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ خدا صرف روا، زیبا اور شایان شان کاموں کا ارادہ کرتا ہے نہ کہ نازیبا اور ناروا کاموں کا۔

مندرجہ بالا اقتباسات کے بعد ہم یہاں اردو کتاب کے بزم سوال و جواب کے صفحہ ۷۰ اور ۷۱ پر موجود کچھ مواد آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں :

لہٰذا اگر خدا انسان بننا چاہے تو وہ بن سکتا ہے لیکن پھر خدا نہیں رہے گا لہٰذا خدا کبھی بھی انسان بننا نہیں چاہے گا۔ اللہ سبحانہ جھوٹ بول سکتا ہے لیکن کبھی نہیں بولے گا کیونکہ جھوٹ بولنا غیر خدائی فعل ہے جو نہی وہ جھوٹ بولے گا خدا نہیں رہے گا۔ اللہ سبحانہ چاہے تو ظلم کر سکتا ہے لیکن کبھی نہیں کرے گا کیونکہ ظلم غیر خدائی فعل ہے جیسے قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے

"یقیناً اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا"۔

پس اگر وہ ظلم کرے گا تو خدائی سے معزول ہو جائے گا۔ اللہ سبحانہ چاہے تو غلطی کر سکتا ہے لیکن کبھی نہیں کرے گا کیونکہ غلطی کرنا خدائی شان کے خلاف ہے۔۔۔۔۔۔۔

ہم نے دونوں کتابوں سے جو عبارات نقل کی ہیں انہیں بار بار پڑھئے اور اچھی طرح غور کرنے کے بعد ہمارے موقف کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ کیا واقعی ڈاکٹر صاحب خدا کے بارے میں خالص اسلامی نظریہ پیش کر رہے ہیں یا اس سلسلے میں وہ بہت بڑی غلطی میں مبتلا ہیں۔ اگرچہ ان کی تحریر پڑھنے والا اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ وہ تو غیر مذاہب میں موجود خدا کے بارے میں باطل نظریات کی نشاندہی کر رہے ہیں اور ان کی کمزوری واضح کر رہے ہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ انھوں نے خدا کا جو تصور اسلام کے حوالے سے پیش کیا ہے، کیا وہ اپنی جگہ درست ہے؟ اگر ایسا نہیں، تو انھوں نے اپنے اس فعل سے اسلام کی کیا خدمت انجام دی؟ مزید برآں، بعض حضرات اس طرح کے معاملات میں یہ موقف بھی اختیار کرتے ہیں کہ معترض نے تحریر کا بعض حصہ لے کر اپنی مرضی کا مطلب اخذ کرنے کی کوشش کی ہے، اور یوں غلطی پر پردہ ڈالنے کی سعی کرتے ہیں۔ ہم عرض کریں گے کہ ان کا یہ اعتراض تب معقول ہوگا جب تحریر کا بعض حصہ لینے اور باقی کو چھوڑ دینے سے معنی تبدیل ہو جائیں، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو یہ اعتراض درست نہیں۔ ہمارا یہ دعوی ہے کہ ہم نے جن عبارات پر اعتراض کیا ہے وہ مستقل حیثیت کی حامل ہیں اور ان کو سیاق و سباق کے ساتھ پڑھا جائے یا علیحدہ، معنی میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور نہ ہی ہمارا اعتراض رفع ہوتا ہے۔ ہم نے متعلقہ صفحات چونکہ مضمون کے آخر میں دے دیے ہیں لہٰذا ہر شخص تسلی کے لئے ان کی طرف رجوع کر کے ہمارے دعوے کی تصدیق کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی نقل شدہ تحریر کا لب لباب یہ ہے کہ اللہ سبحان و تعالی ہر کام کرنے کی قدرت رکھتا ہے، خواہ وہ کام اچھا ہو یا برا۔ مثلاً ڈاکٹر صاحب کے مطابق اللہ تعالی (معاذاللہ) ظلم کر سکتا ہے، جھوٹ بول سکتا ہے، غلطی کر سکتا ہے، انسانی شکل میں ڈھل سکتا ہے وغیرہ۔ البتہ وہ ایسا کرتا نہیں، کیونکہ اگر وہ یہ کام کرے تو خدائی سے معزول ہو جائے گا اور خدا نہیں رہے گا۔ ایک اور وجہ یہ ہے کہ ان کی نظر میں یہ سب کام غیر خدائی ہیں اور اللہ صرف خدائی کام کرتا ہے۔

دوسرا موقف ہم نے علمائے اسلام کا بیان کیا جس کے مطابق اللہ تعالی ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اور اس کی طرف کسی ایسی چیز کی نسبت جو اس کی شان و عظمت کے لائق نہ ہو، جائز نہیں۔ اور چونکہ یہ دونوں موقف بالکل جدا ہیں، لہٰذا ان میں سے ایک یقینی طور پر غلط ہے۔

اس ضمن میں ہم ڈاکٹر صاحب کے موقف کا تنقیدی جائزہ لیں گے اور پھر علمائے اسلام کی تصریحات سے اس کا موازنہ کریں گے۔ ہم یہاں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیں گے کہ وہ کس موقف کو درست سمجھتے ہیں۔ ہماری نظر میں ڈاکٹر صاحب کا خدا کے بارے میں نظریہ درج ذیل وجوہات کی بنا پر قطعی طور پر باطل ہے:

پہلی بات یہ کہ ڈاکٹر صاحب عیوب و نقائص کو اللہ تعالی کے حق میں ممکن مان رہے ہیں جبکہ اکابرین امت نے اللہ تعالی کے تمام عیوب سے پاک ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ڈاکٹر صاحب کی رائے پوری امت کے اجماع پر فوقیت رکھتی ہے، یا اس اجماعی مسلے کے خلاف جا کر وہ غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ مزید برآں، اگر محض عقلی لحاظ سے بھی سوچا جائے تو کون سا موقف زیادہ بہتر ہے؟ کیا یہ کہ اللہ

تعالی کے لئے جھوٹ، ظلم، بھول اور دوسری خامیوں کا اقرار کیا جائے، یا اسے ان تمام نقائص سے مکمل طور پر پاک سمجھا جائے۔ فیصلہ آپ خود کیجئے۔

دوسری قابل ذکر بات یہ کہ ڈاکٹر صاحب کے مطابق اگر خدا سے کسی ایسے فعل کا ظہور ہو جائے جو اس کی شان کے لائق نہیں تو وہ خدائی سے معزول ہو جائے گا اور خدا نہیں رہے گا، لہٰذا قادر ہونے کے باوجود وہ ایسا کوئی فعل نہیں کرتا جو خدائی کے زوال کا موجب بن سکتا ہو۔ جبکہ علمائے اسلام چونکہ اللہ تعالی کو کسی قبیح چیز سے متصف ہی نہیں مانتے، لہٰذا ان کے نزدیک ایسا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا کہ اگر یوں ہو تو کیا ہو۔ ذرا تصور کیجئے، کیا اللہ تعالی کا خدائی سے معزول ہونا ممکن ہے، خواہ اپنی مرضی سے ہی کیوں نہ ہو۔ کوئی عقلمند شخص اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا کہ اللہ تعالی ایک لمحے کے لئے بھی خدائی سے معزول ہو سکتا ہے۔ اب ڈاکٹر صاحب کے موقف کے مطابق اللہ تعالی اگر انسانی پیکر میں ڈھل جائے تو خدائی سے معزول ہو جائے گا، لیکن بحر حال وہ انسانی پیکر میں ڈھلنے پر قادر ضرور ہے، تو دوسرے لفظوں میں ان کے نزدیک اللہ تعالی خود کو خدائی سے معزول کرنے پر قادر ہوا، کیونکہ وہ ایک ایسے عمل پر قادر ہے جس کا لازمی نتیجہ خدائی سے معزولی ہے۔ کیا خدا کا یہ تصور اسلام کے اصولوں کے مطابق ہے؟ غور کیجئے۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب ایک انوکھی اور خود ساختہ تقسیم خدائی کاموں اور غیر خدائی کاموں کی فرما رہے ہیں۔ لیکن آخر یہ تقسیم وہ کس بنیاد پر کر رہے ہیں؟ اگر ان کے نزدیک جھوٹ، ظلم، نسیان اور اس کی مثل بعض دوسرے کام غیر خدائی ہیں تو انھیں اللہ تعالی کو ایسے کاموں سے متصف ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالی ان خصوصیات سے ضرور متصف ہے تو پھر یہ کام غیر خدائی کیسے ہوئے، خدائی کیوں نہ بن گئے۔ کیا یہ نظریاتی تضاد نہیں؟ اس سلسلے میں یہ وضاحت بھی درکار ہے کہ افعال کے خدائی یا غیر خدائی ہونے کا معیار کیا ہے۔ کیا ان اعمال کا وقوع ان میں حد فاصل ہے، مثلاً انسان سے ظلم وقوع پزیر ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالی سے یہ وقوع پزیر نہیں ہوتا لہٰذا یہ غیر خدائی فعل ہوا (باوجود اس کے کہ اگر اللہ چاہے تو ظلم کر سکتا ہے)۔ اگر ایسا ہے تو اس پر پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مثلاً سننا اور دیکھنا خدائی افعال ہیں یا غیر خدائی، جبکہ اللہ تعالی بھی سمیع و بصیر ہے اور انسان میں بھی سننے اور دیکھنے کی قابلیت رکھی گئی ہے، اسی طرح اللہ تعالی بھی زندہ ہے اور انسان کو بھی اس خصوصیت سے نوازا گیا، وعلی ھذا القیاس، آپ انسان سے بہت سے ایسے افعال کا ظہور دن رات مشاہدہ کریں گے جن سے اللہ تعالی کے متصف ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ تو پھر آخر خدائی اور غیر خدائی کی یہ تقسیم کن بنیادوں پر کی جائے؟ ثابت ہوا کہ یہ استدلال سرے سے غلط اور باطل ہے۔ اس مسلے کی مزید وضاحت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

بنیادی طور پر ہم صفات کی تقسیم تین طرح سے کر سکتے ہیں۔ پہلی قسم ان صفات کی جو اللہ تعالی کے ساتھ خاص ہیں اور اس طرح خاص ہیں کہ غیر خدا میں ان کا تصور بھی ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر صفت الوہیت خاصہ خدا ہے جس میں غیر خدا کا کوئی حصہ نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالی اپنی ذات و صفات کے ساتھ قدیم ہے جبکہ تمام مخلوق حادث۔ جو شخص کسی مخلوق کے بارے میں قدامت کا نظریہ رکھے، وہ شرک کا مرتکب قرار پائے گا۔ اسی طرح اللہ تعالی واجب الوجود ہے جس کو کبھی فنا نہیں جبکہ مخلوق کی فنا ممکن۔ یونہی اللہ تعالی کی تمام صفات ذاتی ہیں جبکہ مخلوق کے لئے ایک ذرے کے برابر بھی ذاتی صفت ماننا شرک خالص۔

دوسری قسم ان صفات کی ہے جو صرف مخلوق کے لئے ثابت ہیں اور اللہ تعالی کو ان سے متصف ماننا جائز نہیں۔ مثلاً مخلوق ، جیسا کہ اپنے نام سے ظاہر، کہ تخلیق کی گئی جبکہ اللہ تعالی کو کسی نے تخلیق نہیں کیا، مخلوق عاجز جبکہ اللہ کے لئے شان صمدیت ثابت، مخلوق کے حق میں اولاد باعث فخر جبکہ اللہ کے حق میں بہت بڑا عیب، مخلوق کے لئے موت واقع جبکہ اللہ تعالی کے لئے یہ ناممکن، مخلوق سونے کی محتاج جبکہ اللہ وہ ذات جسے نہ نیند آئے نہ اونگھ۔ اسی طرح سینکڑوں مثالیں مزید پیش کی جاسکتی ہیں لیکن سمجھنے کے لئے یہ کافی ہیں۔

تیسری قسم ان اوصاف کی جو اللہ تعالی کے لئے تو ثابت ہیں مگر اس نے اپنی حکمت و رحمت سے اپنے بندوں کو بھی ان سے حصہ عطا فرمایا۔ مثلاً اس نے ہمیں زندگی عطا فرمائی، علم کی دولت سے نوازا، دیکھنے اور سننے کا ملکہ عطا فرمایا وغیرہ۔ حالانکہ وہ خود اپنی شان کے مطابق ان تمام صفات سے متصف ہے، مگر اس کی تمام صفات حقیقی اور ذاتی، جبکہ ہماری ہر صفت مجازی اور عطائی، اور ان دونوں کو آپس میں کوئی تقابلی نسبت نہیں۔

پہلی اور تیسری قسم کے بارے میں تو شاید کسی کے دل میں کوئی ابہام نہیں ہو گا، لہٰذا ہم دوسری قسم کی صفات کے بارے میں بحث کریں گے۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ اس قسم کی صفات سے اللہ تعالی کو متصف ماننا ہمارے نزدیک جائز نہیں۔ لیکن اس کی کیفیت کیا ہو گی؟ کیا ہم محض اس قسم کے افعال کے اللہ تعالی سے وقوع کے خلاف ہیں یا مطلقاً انھیں اللہ تعالی کی قدرت کے تحت ماننے سے ہمیں انکار ہے۔ اس سوال کا جواب تھوڑا سا تفصیل طلب ہے۔

ذرا سوچئے، کیا یہ عقیدہ رکھنا درست ہو گا کہ اللہ تعالی اگر چاہے تو عاجز ہو جائے، اگر چاہے تو شادی کر لے اور اپنے لئے بیٹے بیٹیاں پیدا کر لے، اگر چاہے تو اپنے اوپر موت طاری کر لے، چاہے تو دو چار گھڑی کے لئے سو جائے یا کم از کم ذرا اونگھ ہی لے، لیکن وہ یہ کام اس لئے نہیں کرتا کہ اگر ایسا کرے تو خدائی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ (یہی نہیں، بلکہ ڈاکٹر صاحب اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ خدائے ذوالجلال کو "خالق" ، "پیدا کرنے والا" یا "برہما" کہہ کر پکارا جائے۔ تاہم مسلمان نا صرف اس تصور کو کہ "برہما" ایسا خدا ہے کہ جس کے چار سر ہیں، کبھی بھی تسلیم نہیں کریں گے بلکہ یکسر مسترد کر دیں گے۔ مزید لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا کہ اللہ سبحانہ کو "رب" ، "پروردگار" یا "وشنو" کہہ کر پکارا جائے لیکن ہندوؤں کے مابین "وشنو" کا معروف تصور کچھ یوں ہے کہ اس کے چار ہاتھ ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ڈاکٹر صاحب خدا کو اس بات پر قادر مانتے ہیں کہ اگر چاہے تو اپنے لئے چار سر یا چار ہاتھ پیدا کر لے یا نہیں؟ ان کے نظریات سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کو اس پر ضرور قادر مانتے ہیں، کیونکہ کسی کے چار سر ہونا اس کے جھوٹا ہونے سے بڑا عیب تو نہیں۔ اور پھر جب پیکر انسانی میں ڈھلنے پر قادر مان لیا تو سروں کے متعدد ہونے میں کیوں عاجز ہو جائے گا) ۔ بلا شبہ ایسی باتوں پر یقین رکھنا اور ایسا عقیدہ قائم کرنا تو کجا، ان باتوں کا محض نقل کرنا بھی ایک مسلمان کے لئے آزمائش سے کم نہیں۔ لیکن چونکہ اس کے بغیر ان کی قباحت کا کما حقہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اس لئے مجبوراً یہ سب یہاں لکھنا پڑا۔ دوسرا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالی چونکہ ہر عیب سے پاک ہے لہٰذا ان تمام قبائح کو اس کی طرف کوئی راستہ نہیں اور ان کا صدور تو درکنار اللہ تعالی کی قدرت کے تحت ماننا بھی منع ہے، لہٰذا ہم عیوب کو تحت قدرت نہیں مانتے۔ لیکن یوں نہیں کہ اللہ تعالی ان پر قادر نہیں، بلکہ اس طرح کہ ان افعال میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ یہ اللہ تعالی کی قدرت سے تعلق رکھ سکیں۔ نتیجتاً ہم یہ نہیں کہتے کہ اللہ تعالی چاہے تو قبیح کام کر سکتا ہے، لیکن کرتا نہیں، بلکہ ہمارا موقف یہ ہے کہ قبیح افعال اور عیب اس کی قدرت سے متعلق ہی نہیں اور اس کے حق میں محال قطعی ہیں اور کسی صورت اللہ تعالی سے واقع نہیں ہو سکتے۔ موازنہ کیجئے کہ کون سا موقف ان میں حق پر مبنی ہے۔

یہاں بعض لوگوں کو یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح تو بہت سے افعال اللہ تعالیٰ کی قدرت سے خارج ہو جاتے ہیں اور نتیجتاً قدرت الٰہی میں کمی واقع ہوتی ہے۔ ہم عرض کریں گے کہ یہ وہم محض کم فہمی کا نتیجہ ہے۔ دراصل ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی شان اور عظمت کو سمجھ ہی نہیں پاتے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انسانی قدرت سے موازنہ کرنے کی بے معنی کوشش کرتے ہیں۔ نتیجہ ظاہر ہے غلطی اور گمراہی کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ کی قدرت کو اسی صورت میں وسعت حاصل ہوگی کہ اسے عیبی مانا جائے۔ کیا قرآن کی آیت "بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے" کا یہی تقاضہ ہے کہ اسے جھوٹ، ظلم اور دیگر قبائح پر قادر مانا جائے جنھیں یہ خود بھی غیر خدائی کام قرار دیتے ہیں۔ آیئے اس سوال کا جواب جاننے کی کوشش کریں کہ اگر ان قبائح کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے متعلق نہ مانا جائے تو کیا اس سے قدرت الٰہی میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے؟

ماضی میں اسلام کا ایک گمراہ فرقہ گزرا ہے جو معتزلہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس فرقے کے لوگوں نے بہت سے مسائل میں اہل سنت سے اختلاف کیا۔ ان کا سوادِ اعظم سے ایک اختلاف یہ بھی تھا کہ انسان اپنے اعمال کا خالق خود ہے، جبکہ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان اور جو کچھ اعمال وہ کرتا ہے ان سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور انسان کی حیثیت محض ایک کاسب کی ہے۔ انسان اچھائی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بھلائی کی تخلیق فرما دیتا ہے اور جب انسان برائی کا کسب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے برائی کو تخلیق فرما دیتا ہے۔ پس انسان اور اس کے سب اعمال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نے اپنی رحمت و حکمت سے اچھائی اور برائی دونوں کو تخلیق فرمایا۔ بھلائی میں اپنی رضا رکھی اور اس کے کرنے کا حکم دیا، جبکہ برائی میں اپنی ناراضگی رکھی اور اس سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ اب انسان جس چیز کا کسب و ارادہ کرتا ہے اسی کی جزا پاتا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ انسان جب برا عمل کرتا ہے تو کس کے دیے ہوئے اختیار سے کرتا ہے؟ یقیناً اللہ اس کے برے فعل سے راضی نہیں اور اگر وہ نہ چاہے تو کس کی مجال ہے کہ ایسا عمل کر پائے۔ اسی طرح اچھے اعمال بھی اسی رحمٰن کی عطا کی ہوئی توفیق سے انسان سے صادر ہوتے ہیں۔ اس سے ہم یہ بات آسانی سے سمجھ سکتے ہیں کہ کوئی شخص جو بھی عمل کرے، وہ اللہ تعالیٰ ہی کے عطا کئے گئے اختیار یا توفیق کی بدولت کرے گا۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت واختیار کو واضح کرتی ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ثبوت کے لئے ضروری نہیں کہ اسے خود بھی برائی پر عمل کرنے پر قادر مانا جائے اور اس کے برعکس عقیدہ رکھنے پر اس کی قدرت میں کمی ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان بھی پیدا فرمائے اور جنات بھی اور فرشتوں کو بھی اسی نے تخلیق فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے تمام اعمال جو ان سے سرزد ہوتے ہیں ان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ شیطان جو انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور برائی کی علامت ہے، کیا وہ اللہ کی مخلوق نہیں؟ پھر اگر اللہ تعالیٰ اسے مہلت نہ دیتا تو کیا وہ قیامت تک انسانوں کو گمراہ کرنے کا اختیار رکھ سکتا تھا؟ آج تک اس نے جو کچھ کیا اور جو کچھ کرے گا کیا اپنی ذاتی طاقت سے کرے گا؟ ہرگز نہیں، بلکہ یہ سب کچھ اللہ کے دیے ہوئے اختیار اور مہلت کی بنا پر ہے۔ تو کیا یہ تمام حقائق اللہ تعالیٰ کی قدرت کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کہ قبائح کا اس کی ذات عظمت نشان سے بالفعل صدور ممکن مانا جائے؟

اس بات کی مذید توضیح کے لئے ہم یہاں اعلحضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالے "دامان سبحان السبوح" کا کچھ حصہ نقل کرتے ہیں جو آپ نے اپنے زمانے کے بعض اسی قسم کی گمراہی میں مبتلا لوگوں کے رد میں تحریر فرمایا۔ آپ لکھتے ہیں:

"ہم اہلسنت کے نزدیک اللہ تعالی عین مقدورات عبد پر بھی قادر ہے کہ وہ اسی کی قدرت کاملہ سے واقع ہوتے ہیں 'اور ان کے امثال پر بھی کہ امثال عبد سے امثال فعل صادر کرا سکتا ہے 'مگر ایسے امثال پر قدرت کہ خود اپنے نفس کریم سے ویسی ناپاکیاں صادر کر دکھائے 'اس سے وہ پاک و متعالی ہے (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں)۔
اس کی مثال یوں سمجھو کہ زید و عمر دونوں اپنی اپنی زوجہ کو طلاق دینے پر قادر ہیں 'مگر ایک دوسرے کی زوجہ کو طلاق نہیں دے سکتا 'تو ہر ایک دوسرے کے مقدور پر قادر نہیں بلکہ اس کی نظیر پر قادر ہے 'لیکن حق جل مجدہ دونوں پر قادر ہے کہ ان میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا وہ طلاق اللہ ہی کی قدرت سے واقع و موجود و مخلوق ہو گی 'تو اللہ تعالی زید و عمر ہر ایک کے عین فعل پر بھی قادر ہے اور مثل فعل پر بھی کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا۔ مگر ان (منکرین) کی ضلالت نے اسے خدا کی قدرت نہ جانا بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی اپنی جورو کو طلاق دے سکتے ہیں خدا خود بھی اپنی جورو مقدسہ کو طلاق دے سکے۔ اس گدھے پن کی حد ہے۔ اس بے ایمانی کا ٹھکانہ ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم "۔

اس کے بعد مزید فرماتے ہیں :
"یہ قضیہ بیشک حق تھا کہ جس پر انسان قادر ہے اس سب پر اور اس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پر مولی عزوجل قادر ہے۔ وہ (انسان) بقدرت ظاہریہ عطایئہ اور حق تعالی بقدرت حقیقیہ ذاتیہ 'مگر اس حق کو یہ ناحق کوش کس طرح باطل محض کی طرف لے گیا۔ انسان کا فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے۔ انسان کی قدرت ظاہریہ صرف اسی قدر ہے۔ قدرت حقیقیہ 'خلق و ایجاد میں اس کا حصہ نہیں۔ وہ خاص مولی عزوجل کی قدرت ہے۔ تو اس کلمہ حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عزوجل اس کے خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہو گا مگر بقدرت خدا 'اس دل کے اندھے نے یہ بنا لیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے 'رحمٰن بھی خود اپنے لئے اس کے کسب پر قادر ہے (پاکی ہے عرش کے رب کو ان باتوں سے جو یہ بناتے ہیں)۔ اندھے نے نہ جانا کہ کسی کا کسی شے پر قادر ہونا 'صحۃ الشئ من' ہے نہ کہ 'صحۃ الشئ علیہ' اور صاف گھڑ لیا کہ جو بندے پر جاری ہو سکے خدا پر بھی جاری ہو سکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ضلالت و شیطنت بے انتہا ہے"۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس ساری تفصیل سے ڈاکٹر صاحب کے نظریات کی لغویت مکمل طور پر ظاہر ہو گئی ہو گی۔ خدا جانے انھوں نے یہ نظریات کہاں سے اخذ کر لیے۔ غالباً انھوں نے دینی تعلیم باقاعدہ کسی مستند ادارے سے حاصل نہیں کی 'بلکہ اس سلسلے میں وہ اپنی ذاتی صلاحیتوں اور مطالعے پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں 'لہٰذا اس سب کی ایک وجہ ان کی امت مسلمہ کے اجماعی عقائد سے لاعلمی ہو سکتی ہے۔ لیکن ایک اور بات کا امکان بھی رد نہیں کیا جا سکتا۔ وہ یہ کہ چونکہ ڈاکٹر صاحب کا سامنا اکثر غیر مذہب کے لوگوں سے رہتا ہے اور انھیں اس سلسلے میں مختلف مذاہب کے بارے میں کافی معلومات بھی حاصل کرنا ہوتی ہیں 'جس کے لئے لازماً ان مذاہب کی کتب کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے ' تو ہو سکتا ہے کہ تحریف شدہ بائیبل 'بھگوت گیتا 'ہندووں کے مختلف وید اور اسی قسم کی کتابیں جن میں جھوٹے خداؤں کی جھوٹی صفات درج ہیں 'ان کے کثرت مطالعہ کی وجہ سے ان کے ذہن میں سچے خدا کی سچی صفات بھی دھندلا گئی ہوں اور وہ اس قسم کی غلطیوں میں مبتلا ہو گئے ہوں۔ وجہ چاہے کچھ بھی ہو 'ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح کے نازک معاملات میں اپنی زبان اور قلم کو انتہائی احتیاط کے ساتھ استعمال میں لانا چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی کم علمی کی وجہ سے آپ عوام الناس کی گمراہی کا سبب بن جائیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ڈاکٹر صاحب بالکل ہی کم علم شخصیت ہیں 'بلکہ ہم تو اپنی اس تحریر میں ان کی غیر مذاہب پر وسیع معلومات کا برملا اظہار بھی کر چکے ہیں۔ ہم پھر اقرار کرتے ہیں کہ دیگر مذاہب پر انھیں کافی عبور حاصل ہے 'اگرچہ اسلامی عقائد کے بارے میں

ان کی معلومات ناقص سہی۔ لہٰذا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انھیں ایسے معاملات میں بات نہیں کرنی چاہئے جن کو وہ خود اچھی طرح ابھی سمجھ نہیں پائے' بلکہ اس کے برعکس اپنی توجہ ان امور تک محدود رکھنی چاہئے جن میں انھوں نے کچھ مہارت حاصل کرلی ہے۔ بلکہ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ دوسروں کو وعظ کرنے کے بجائے وہ خود اللہ تعالیٰ عزوجل کی ذات و صفات کے بارے میں علم حاصل کرنے پر توجہ دیں۔ جس شخص کا اپنا ہی ایمان داؤ پر لگا ہو وہ کسی دوسرے کو کیا دین کی دعوت دے گا؟ چونکہ ڈاکٹر صاحب عقلی دلائل کو کافی اہمیت دیتے ہیں لہٰذا ہم بطور عقلی دلیل ایک ایسی مثال ان کے سامنے پیش کرتے ہیں جو ان کے مزاج سے مطابقت رکھتی ہے :

فرض کیجئے ایک شخص دل کے عارضے میں مبتلا ہو جس کا علاج صرف آپریشن ہو' لیکن وہ شخص اپنے علاج کے لئے کسی ایسے معالج کی طرف رجوع کرے جو آنکھ کے امراض کا ماہر ہو' تو کیا ایسے شخص کو کوئی عقلمند کہے گا۔ ظاہر ہے کہ کوئی بھی شخص ہرگز اسے عقلمند قرار نہیں دے سکتا۔ اب ذرا تصور کیجئے کہ مذکورہ معالج بھی اس دل کے مریض کے علاج پر کمربستہ ہو جائے اور دلیل یہ دے کہ چونکہ وہ بھی سند یافتہ ہے لہٰذا اسے اس بات کا پورا استحقاق ہے کہ وہ کسی بھی مریض کا علاج کرسکے۔ تو آپ ایسے معالج کے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے۔ ہماری پیش کردہ مثال میں قابل غور چیز علاج کا استحقاق نہیں' بلکہ مہارت اور قابلیت ہے۔ امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہمارا اشارہ سمجھ گئے ہونگے' کیونکہ ہمیں اعتراض بہر حال ان کی عقل پر نہیں بلکہ اسلام کے بنیادی نظریات کے بارے میں ان کی معلومات پر ہے۔

آخر میں ہم ایک اور بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہ بعض لوگ جب کسی سے متاثر ہوتے ہیں تو اس کے خلاف کسی قسم کی بات سننے پر خود کو تیار نہیں کرپاتے اور اس شخصیت کو ہر خامی سے پاک تصور کرتے ہیں۔ یقیناً ڈاکٹر صاحب کے مداحوں میں بھی ایسے لوگ ضرور ہونگے جن کے نزدیک ڈاکٹر صاحب جیسی ذہین اور قابل شخصیت اتنی بڑی غلطی کا شکار ہرگز نہیں ہوسکتی۔ ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب سے غلطی کا صدور کوئی انہونی بات نہیں جس پر یقین کرنا مشکل ہو۔ بلکہ ہم موقع کی مناسبت سے ان کی ایک غلطی آپ کے سامنے رکھے دیتے ہیں' اور اس کے لئے ہمیں دور جانے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ ان کی اسی کتاب سے ہم اپنی بات کو ثابت کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰ پر نظریہ تجسیم وحلول پر بحث کرتے ہوئے اس کی مخالفت پر ایک دلیل پیش کرتے ہیں۔ اس تحریر کا تنقیدی جائزہ آپ کے پیش خدمت ہے :

بنیادی طور پر اس تحریر میں ایک غلط نظریہ اور اس کی توجیح کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے بعد اس غلط نظریئے کے رد میں ایک دلیل پیش کی گئی ہے۔ آیئے اب ایک ایک کر کے ان سب کا جائزہ لیتے ہیں۔

نظریہ یہ ہے کہ بعض مذاہب میں بالواسطہ یا بلاواسطہ حلول یا تجسیم کا عقیدہ پایا جاتا ہے۔

اس کی توجیح یہ کہ ان مذاہب کے ماننے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا اتنا پاک' مقدس اور ارفع واعلیٰ ہے کہ وہ انسانی صعوبتوں' خامیوں اور جذبات و احساسات سے ناآگاہ ہے' بنابریں وہ انسانوں کے لیے قوانین مرتب کرنے کے لیے خود زمین پر اتر آیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب اس نظریے کے غلط ہونے کا دعوی کرتے ہیں اور اپنے اس دعوے کے حق میں جو دلیل لائے ہیں ذرا وہ ملاحظہ کیجئے۔ مثال دے کر کہتے ہیں کہ ٹیپ ریکارڈر بکثرت بنائے جاتے ہیں لیکن کبھی کوئی ایسی تجویز سامنے نہیں آئی کہ ٹیپ ریکارڈر کی بہتری کے لیے اس کا بنانے والا خود ٹیپ ریکارڈر بن جائے' بلکہ اس کے برعکس ٹیپ ریکارڈر بنانے والا ایک رہنما کتابچہ چھاپتا ہے اور ٹیپ ریکارڈر کے ہمراہ ہمارے حوالے کر دیتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی دلیل بنفسہ تو بالکل صحیح ہے مگر سوال یہ ہے کہ اس دلیل کو اس دعوی سے بھی کوئی تعلق ہے جس کے حق میں یہ پیش کی گئی؟ ذرا اوپر بیان کی گئی توجیح کی طرف رجوع کیجئے۔ جو لوگ تجسیم کا نظریہ رکھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا کو انسانی صورت میں زمین پر اس لئے آنا پڑتا ہے کہ وہ انسانی جذبات اور احساسات سے واقفیت نہیں رکھتا۔ جبکہ ڈاکٹر صاحب ٹیپ ریکارڈر کی مثال دے کر فرمارہے ہیں کہ اس کے بنانے والے کو اسے سمجھنے کے لئے خود ٹیپ ریکارڈر بننا نہیں پڑے گا بلکہ وہ ایک رہنما کتابچہ لکھ دے گا۔ گزارش یہ ہے کہ کتابچہ وہی لکھ سکتا ہے جو ٹیپ ریکارڈر کے بارے میں جانتا ہے' جس کو اس کے بارے میں علم ہی نہیں وہ کتابچہ کیونکر لکھ سکے گا۔ جبکہ آپ خود فرمارہے ہیں کہ ٹیپ ریکارڈر بنانے والے کو اسے سمجھنے کے لئے (نہ کہ سمجھانے کے لئے) خود ٹیپ ریکارڈر بننا نہیں پڑے گا۔ مذید یہ کہ جن کو آپ دلیل دے رہے ہیں وہ بھی اپنی توجیح میں یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا انسان کے احساسات کا علم ہی نہیں رکھتا لہٰذا اس سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے زمین پر آتا ہے۔ اب آپ کی اس دلیل سے وہ لوگ کیونکر مطمئن ہونگے۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے خود ہی ایک اعتراض پیش کیا جس کی توجیح بھی بیان کی مگر اس کے رد کے لیے جو دلیل لائے وہ اس سے بالکل ہی لاتعلق ہے۔

آپ نے دیکھا کہ موصوف اپنی ہی لکھی ہوئی بات کو صحیح طور پر سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اب ایسے شخص سے کیا بعید ہے کہ وہ ان غلطیوں کا مرتکب ہو جن کا ہم نے پہلے تفصیلی بیان ذکر کیا اور جن کو ظاہر کرنے کے لئے یہ ساری تحریر عمل میں آئی۔

بہر حال' ہمیں یہاں ان کے ایک ایسے نظریے کا بطلان ظاہر کرنا تھا جس کا تعلق کسی فروعی مسلے سے ہرگز نہیں اور نہ اسے فروعی مسائل پر قیاس کر کے نظر انداز کیا جا سکتا ہے' بلکہ یہ معاملہ الٰہیات سے متعلق ہے جس کے بارے میں ذرا سی کوتاہی ایمان کی مکمل تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالی سے ہماری یہ دعا ہے کہ ہمیں پوری زندگی حق پر قائم رکھتے ہوئے ایمان پر ہمارا خاتمہ فرمائے اور ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ و مامون فرمائے اور ہماری اس تحریر کو پڑھنے والوں کے لئے مفید بنائے اور اس کی ممکنہ غلطیوں سے درگزر فرمائے۔ بے شک ہمارا رب ہر قسم کی غلطی سے پاک و منزہ ہے۔ اللہ تعالی ہمیں درست بات کہنے کی اور سن کر اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

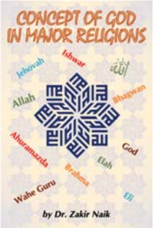

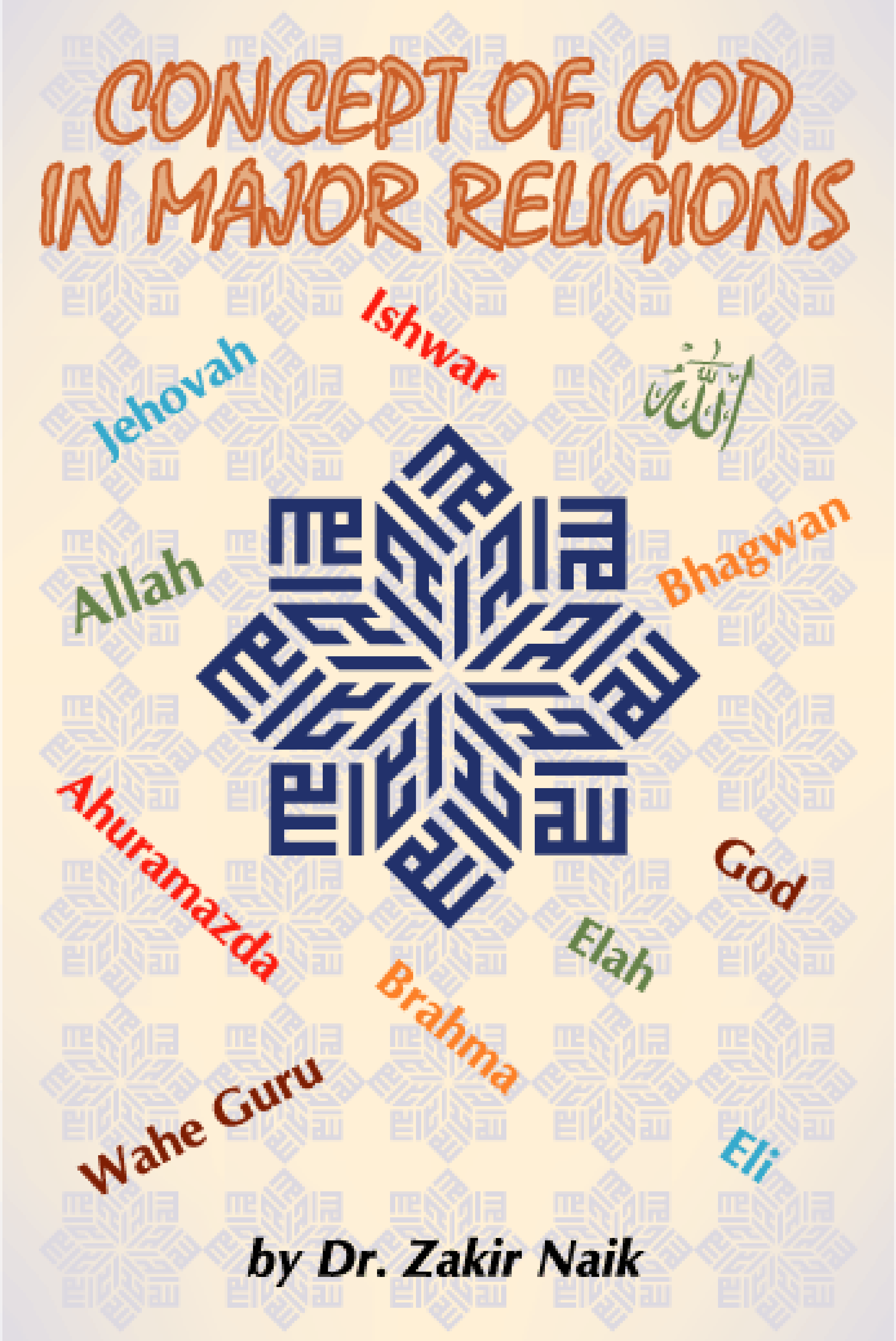
CONCEPT OF GOD
IN MAJOR RELIGIONS
Ishwar
Jehovah
Allah
Bhagwan
Ahuramazda
God
Elah
Brahma
Wahe Guru
Eli
by Dr. Zakir Naik

They forget to mention that he was not granted visa for 21 countries of the world. Can aperson imagine a 'God' visiting the earth and requiring a visa to enter a country! The Arcbishop of Greece said that if Rajneesh had not been deported, they would have burnt his house and those of his discipiles.

The fourth test, which is the most stringent, is "There is none like unto Him". The moment you can imagine 'God' or compare 'God' to anything then he (the candidate to divinity) is not God. It is not possible to conjure up a mental picture of the One True God. We know that Rajneesh was a human being with a white flowing beard. He had 2 eyes 2 ears, 1 nose, 1 mouthPhotographs and posters of Rajneesh are available in plenty. The moment you can imagine what god is, he is not God.

Many are tempted to make anthropomorphic comparisons who was given the title of Mr. Universe, the strongest man in the worl. What is the concluding remark to this section of "acid test"? This said testcannot be passed by anyone except the true God.

By what name do we call God?

The Muslims prefer calling Allah, instead of the English word 'God'. The Arabic word, *'Allah'*, is pure and unique, unlike the English word 'God', which can be played around with.

If you add 's' to the word God, it becomes 'Gods', that is the plural of God. Allah is one and singular, there is no plural of Allah. If you add 'dess' to the word God, it becomes 'Goddess' that is a female God. There is nothing like male Allah or female Allah. Allah has no gender. If you pre-fix tin before the word God, it becomes tin-God i.e., fake God. Allah is a unique word, which does not conjure up any mental picture nor can it be played around with. Therefore the Muslims prefer saying 'Allah', but sometimes while speaking to the non-Muslims we may have to use the inappropriate word God for Allah. Since the intended audience of this book is general in nature, consisting of both Muslims as well as non-Muslims, I have used the word God instead of Allah in several places in this article.

God does not becomes a human being:

Some people argue that God can do everything, then why cannot He take human form? If God wishes He can become a human being. But then He no longer remains God because the qualities of God and human beings in many respects are completely incompatible. The following paragraphs will show the absurdity of the idea of God becoming a human being.

God is immortal and human beings are mortal. You cannot have a God-man i.e. an immortal being, and at the same time and in the same entity. It is meaningless. God does not have a beginning while human beings have a beginning. You cannot have a person, not having a

beginning and at the same time having a beginning. Human being have an end You cannot have a being, which has no end and an end at the same time. It is meaningless.

God Almighty does not require to eat whereas human beings require nourishment to sustain life.

"And He it is that Feeds but is not fed."

[Holy Qur'an 6 :14]

God does not require rest or sleep while human beings cannot go indefinitely without rest.

But He – the Living, The Self-subsisting, Eternal. 296 No slumber can seize Him Nor sleep. His are all things In the heavens and on earth."

[Holy Qur'an 2:255]

Worship of another human is useless:

If the idea of God becoming a human is unacceptable, we must also agree that there is therefore no sense in worshipping another human. If God becomes a human form, He ceases to be God and possesses all the qualities of a human. For example if a brilliant professor meets with an accident and suffers irreparable loss of memory, it would be foolish on the part of his students to continue to take lessons from him in that subject.

Moreover if God takes human form, the same human cannot later become God, since human beings, by definition, do not possess the power to become God. The worship of God in a human form is therefore a logical fallacy and should be abhorred in all its forms.

That is the reason why the Holy Qur'an speaks against all forms of anthropomorphism.The glorious Qur'an says in the following verse:

"There is nothing whatever like create him"

(Al-Qur'an 42:11)

God does not perform ungodly acts:

The attributes of Almighty God preclude any evil since God is the fountainhead of justice, mercy and truth. God can never be thought of as doing an ungodly act. Hence we cannot imagine God telling a lie, being unjust, making a mistake, forgetting things, and such other human failings.Similarly God can do injustice if he wants but He will never do it because being unjust is an ungodly act.

The Holy Qur'an says:

"Allah is never unjust In the least degree"

([Holy Qur'an 4:40)

God can be unjust if he wants, but the moment God does injustice He ceases to be God.

* For More Queries Regarding this Book Contact webmaster@irf.net

God does not forget nor does He make mistakes:

God will not forget anything because forgetting is an ungodly act, which reeks of human limitations and failing. Similarly God will not make a mistake, because making mistakes is an ungodly act.

"...... my Lord never errs, nor forgets".

[Holy Qur'an (20:52)]

God performs Godly acts:

He has power over all things: The Islamic concept of God is that God has power over all things. The Holy Qur'an says in several places:

"For verily Allah has power over all things"

[Holy Qur'an (2:106)]

[Holy Qur'an (2:109)]

[Holy Qur'an (2:284)]

[Holy Qur'an (3:29)]

[Holy Qur'an (16:77)]

[Holy Qur'an (35:1)]

Futher the Glorious Qur'an says:

"Allah is the doer of all He intends"

[Holy Qur'an (85:16)]

We must keep in mind that Allah intends only Godly acts and not ungodly acts.

Many religions at some point believe,directly or indirectly in the philosophy of anthropomorphism i.e. God becoming a human form. Their contention is that Almighty God is so pure and holy that He is unaware of the hardships, shortcomings and feelings of human beings. In order to set the rules for human beings He came down to earth in the form of a human. This deceptive logic has fooled countless millions through the ages. Let us now analyze this argument and see if it stands to reason.

The Creator prepares the instruction manual:

Allah (SWT) has endowed us humans with reason and intelligence. We invent and manufacture appliances for specific purposes. Tape recorders for instance are manufactured in large numbers. It has never been suggested that in order to understand what is good for the tape recorder the manufacturer should become a tape recorder himself. One simply assumes that the manufacturer will publish an instruction manual, since he has complete knowledge of his product. In short the instruction manual gives the dos and don'ts for the machine.

مجھے ہے حکمِ اذاں

اہم مذاہب میں خدا کا تصور

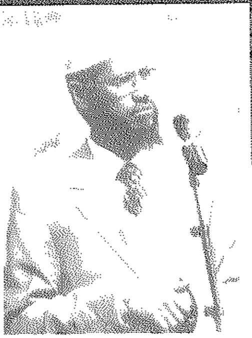

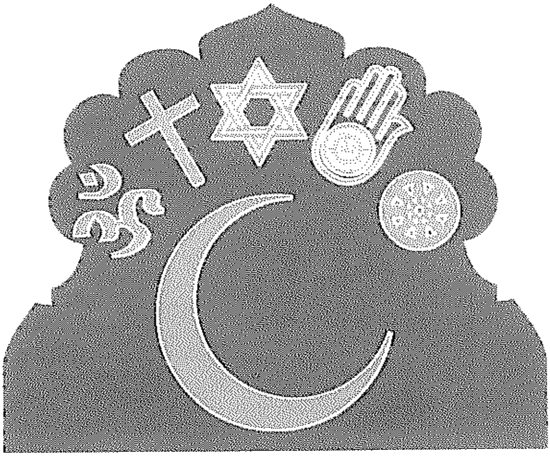

ڈاکٹر ذاکر نائیک

نوٹ : ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ ومعیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع کریں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس خامی یا غلطی کو دور کیا جائے۔ شکریہ!

مجھے ہے حکمِ اذاں

اہم مذاہب میں خدا کا تصور

ڈاکٹر ذاکر نائیک

ترجمہ

عطا تراب

رُمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز

خدا کو کس نام سے پکارنا بہتر ہے؟

مسلمان انگریزی لفظ "God" کے بجائے اللہ[1] کہہ کر پکارنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہ عربی اسم ''اللہ'' بالکل پاک، نادر اور یکتا ہے برخلاف انگریزی لفظ ''God'' کے کہ اس کی گردان (تصریف) یا اس سے مشتقات حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

اگر آپ ''God'' کے آخر میں ''s'' کا اضافہ کریں تو یہ ''Gods'' بن جائے گا جو کہ خدا کی جمع ہے جبکہ ''اللہ'' ایک اور مفرد ہے اور اس کی کوئی جمع نہیں ہے اگر آپ ''God'' کے لاحقے کے طور پر ''dess'' کا اضافہ کر دیں تو یہ ''Goddess'' بن جاتا ہے جو کہ مؤنث خدا (دیوی) ہے جبکہ ''اللہ'' کی تذکیر و تانیث کا کوئی تصور نہیں ہے اسی طرح اگر لفظ ''God'' سے پہلے ''tin'' کا سابقہ لگا دیں تو ''Tin-God'' بن جائے گا جس کا مطلب ہے جعلی خدا۔ ''اللہ'' ایک منفرد اور اچھوتا لفظ ہے جس سے نہ تو ذہن میں کوئی تصویر اُبھرتی ہے نہ ہی اس کی تصریف کر کے مزید کلمات بنائے جاسکتے ہیں۔ اسی لیے مسلمان ''اللہ'' کہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ لیکن جب کبھی غیر مسلموں سے گفتگو ہو تو ہم ''God'' کا قدرے ناموزوں لفظ بھی ''اللہ سبحانہ و تعالیٰ'' کے لیے استعمال کر جاتے ہیں۔ چونکہ اس کتاب سے مقصود قاری عام انسان ہے اعم از مسلم و غیر مسلم۔ لہٰذا میں نے متعدد مقامات پر ''اللہ'' کے بجائے لفظ ''God'' استعمال کیا ہے۔

خدا انسانی پیکر میں نہیں ڈھلتا

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے تو وہ انسانی پیکر میں کیوں

1. سامی زبانوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حروف و اصوات کی ایک خاص ترکیب معبودیت کے معنی میں مستعمل رہی ہے اور عبرانی، سریانی، آرامی، کلدانی، حمیری، عربی وغیرہ تمام زبانوں میں اس کا لغوی خاصہ پایا جاتا ہے۔ یہ الف، لام اور ھ کا مادہ ہے اور مختلف شکلوں میں مشتق ہوا ہے۔ کلدانی و سریانی کا ''الاھیا'' عبرانی کا ''الوہ'' اور عربی کا ''الہ'' اسی سے ہے اور یہی ''الہ'' ہے جو حرف تعریف کے اضافے کے بعد ''اللہ'' ہو گیا ہے۔ پس لفظ ''اللہ'' سے مراد ایسی ذات ہے جو تمام صفاتِ حسن و کمال سے بدرجۂ اتم متصف ہے۔

نہیں ڈھل سکتا؟

اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ چاہے تو وہ بشری پیکر میں ڈھل سکتا ہے لیکن پھر وہ خدا نہیں رہے گا کیونکہ خدا اور انسان کی متعدد خصوصیات بہت سے حوالوں سے باہم متضاد اور متناقض ہیں۔

ذیل میں بیان کردہ دلائل سے خدا کے انسانی پیکر میں ظاہر ہونے کے تصور کی بے معنویت اور غیر معقولیت روشن ہو جائے گی۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ لازوال ہے اور انسان زوال پذیر۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک ''بشر پیکر خدا'' (بندہ صفات مولا) (God-man) کی ذاتِ واحد بیک وقت لازوال بھی ہو اور زوال پذیر بھی۔ یہ لغو اور بے معنی بات ہے۔ خدا کی کوئی ابتدا نہیں ہے جب کہ ہر انسان کی ایک ابتدا ہے اب کوئی ایسی ذات ہو سکتی ہے کہ بیک وقت آغاز بھی رکھتی ہو اور نہیں بھی، انسان کا ایک انجام ہوتا ہے اب ایسا کوئی موجود نہیں ہو سکتا جو بیک وقت ایک انجام اور انتہا رکھتا بھی ہو اور نہیں بھی۔ یہ بے معنی اور لغو بات ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو کھانے پینے کی احتیاج نہیں جبکہ انسان اپنی بقا کے لیے خوراک کا محتاج ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ رب العزت ہے:

وهو يطعم و لا يطعم

''وہ کھلاتا ہے اسے کھلایا نہیں جاتا''

[سورہ انعام آیت 14]

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو آرام یا نیند کی ضرورت نہیں جبکہ انسان بغیر آرام کیے گذر بسر نہیں کر سکتا۔

قرآن پاک میں ارشاد رب العزت ہے:

الحی القیوم ج لا تاخذہ سنۃ و لا نوم ط لہ ما فی السموت و ما فی الارض

''وہ زندہ اور سب کا نگہبان ہے اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کی ملکیت ہے۔''

[سورہ بقرہ آیت 255]

گر وہ بے قید کسی طور مقید ہوتا
تو خدا پیکرِ انساں میں محمدؐ ہوتا

کسی دوسرے انسان کی پرستش عبث اور رائیگاں ہے

اگر خدا کے انسان بننے کا تصور ناقابل قبول ہے تو پھر کسی انسان کی عبادت کے عبث اور غیر معقول ہونے سے بھی اتفاق کرنا پڑے گا۔ اگر خدا انسانی روپ میں ڈھل جائے تو پھر وہ خدا ہونے سے دست بردار ہو کر تمام انسانی صفات کا حامل ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر ایک ذہین اور قابل پروفیسر کسی حادثے کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لیے یادداشت سے محروم ہو جائے تو اس خالی الذہن پروفیسر سے متعلقہ مضمون پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھنا طالب علموں کی حماقت اور نادانی ہے۔

علاوہ ازیں اگر خدا انسانی روپ اختیار کر لے تو پھر یہی انسان خدا نہیں بن سکے گا کیونکہ انسان اپنی تعریف میں ہی ایسا موجود ہے جو خدا بننے کی قدرت نہیں رکھتا۔

خودی کا نشہ چڑھا، آپ میں رہا نہ گیا
خدا بنے تھے یگانہ مگر بنا نہ گیا

لہٰذا انسان نما خدا یا انسانی پیکر میں ڈھلے ہوئے خدا کی پرستش ایک منطقی مغالطہ ہے جو اپنی تمام صورتوں میں مکروہ اور قابلِ مذمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک بشر پیکر معبودیت کی کسی بھی صورت کا مخالف ہے۔

قرآن مجید درج ذیل آیت میں ارشاد فرماتا ہے:

لیس کمثلہ شیء
''اس کی نظیر مانند کوئی چیز نہیں۔''

[سورہ شوریٰ آیت 11]

خدا غیر خدائی افعال سرانجام نہیں دے سکتا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی پاکیزہ صفات کسی ناشائستگی اور ناروائی کی متحمل نہیں ہو سکتیں

کیونکہ وہ ذات باری تعالیٰ عدل، رحم و کرم اور حق وصداقت کا سرچشمہ ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ناشائستہ ذات فعل کا صدور اصلاً و ابداً ناقابلِ تصور ہے لہٰذا ہم سوچ بھی نہیں سکتے کہ خدائے عزوجل جھوٹ، ناانصافی، غلطی، نسیان اور اسی طرح کی دیگر انسانی کوتاہیوں کا (معاذ اللہ) مرتکب ہو سکتا ہے البتہ خدا ناانصافی پر قادر ضرور ہے لیکن وہ ایسا ہرگز نہیں کرتا کیونکہ یہ اس کے شایانِ شان نہیں۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

ان اللّٰہ لا یظلم مثقال ذرۃ ج
''یقیناً اللہ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔''

[سورہ نساء، آیت 40]

خدا چاہے تو ظلم کر سکتا ہے لیکن جونہی وہ ظلم کرے گا خدا نہیں رہے گا۔

خدا بھولتا ہے نہ غلطی کرتا ہے۔

خدا کسی چیز کو نہیں بھولتا کیونکہ بھولنا ایک غیر خدائی فعل ہے جو انسانی عجز، کمزوریوں اور کوتاہیوں کی علامت ہے۔ علیٰ ہذا القیاس خدائے ذوالجلال کبھی غلطی نہیں کرتا کیونکہ یہ ایک غیر خدائی فعل ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لا یضل ربی ولا ینسی
''میرا رب نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے۔''

[سورہ طٰہٰ، آیت 52]

خدا اپنے شایانِ شان افعال انجام دیتا ہے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسلامی تصور خدا میں خدائے ذوالجلال قادرِ مطلق ہے۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ارشاد فرماتا ہے:

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''باپ سب سے بڑا (Greater) ہے۔''

[انجیل مقدس یوحنا باب 10، آیت 29]

مزید فرماتے ہیں:

''میں خدا کی روح (Spirit) سے بدروحوں کو نکالتا ہوں۔''

[انجیل مقدس متی باب 12، آیت 28]

ایک اور جگہ اس سے ملتا جلتا ارشاد فرماتے ہیں:

''میں خدا کی قدرت سے بدروحوں (Devils) کو نکالتا ہوں۔''

[انجیل مقدس لوقا باب 11، آیت 20]

یہ ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیے:

''میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا جیسے میں سنتا ہوں ویسے ہی عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راست ہے کیونکہ میں اپنی مرضی کو نہیں بلکہ اس کی مرضی کو جس نے مجھے بھیجا چاہتا ہوں۔''

[انجیل مقدس یوحنا باب 5، آیت 30]

پس حضرت عیسیٰ نے کبھی تثلیث کی بات نہیں کی بلکہ جب فقیہوں میں سے ایک نے پاس آ کر حضرت عیسیٰ سے پوچھا:

''سب سے پہلا حکم کون سا ہے؟o یسوع نے جواب دیا کہ پہلا یہ ہے۔''سن اے اسرائیل کہ خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔''

(انجیل مقدس، مرقس باب 12، آیت 29]

لیکن اگر آپ کلیسا سے پوچھیں تو وہ کہیں گے کہ باپ ایک ذات ہے بیٹا ایک اور، اور روح پاک ایک اور لیکن یہ ذوات ایک ہی ذات ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی بھلا؟ شخص، شخص،

شخص لیکن ایک ہی شخص!!

1+1+1=3 نہ کہ

1+1+1=1

اگر ان سے پوچھا جائے: فرض کریں تین شخص جڑواں بھائی ہیں اگر ان میں سے ایک قتل کر دے تو کیا دوسرے کو پھانسی دی جا سکتی ہے۔ تو کہتے ہیں: ہرگز نہیں۔ پوچھا جائے: کیوں۔ تو کہتے ہیں: تین مختلف شخصیات ہیں ایک قتل کرے تو دوسرے کو سزا نہیں دی جا سکتی کیونکہ تینوں جداگانہ شخصیت کے حامل ہیں۔ اسی طرح ایک عیسائی کے نزدیک ''باپ'' کا تصور کچھ یوں ہے ایک سن رسیدہ شخص جیسے سانٹا کلاز، آسمانوں میں کہیں براجمان...... وغیرہ اور جب بیٹے کا تصور کرے تو ایک دراز قد رجل، مشفق اور مسیحا مزاج جیسے ''جیفری ہنٹر'' جسے آپ فلم King of the Kings میں دیکھ سکتے ہیں جس نے حضرت عیسیٰ کا کردار نبھایا ہے اور جب مقدس روح کا تصور کرتے ہیں: وہ کبوتر کی مانند آسمان سے اتری اور حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی جب انہیں بپتسمہ دیا گیا یا وہ ایک روح ہے...... وغیرہ وغیرہ لیکن اگر آپ ان سے پوچھیں: تثلیث کے وقت آپ کے ذہن میں کتنی تصویریں ہوتی ہیں تو کہیں گے: ایک۔ یقین کیجئے کہ وہ آپ کو الجھا رہا ہے۔

کیونکہ 1+1+1=3 نہ کہ 1۔

سوال نمبر2: خدا انسانی روپ کیوں نہیں دھار سکتا؟

جواب: اگر خدا چاہے تو وہ انسانی شکل میں ظہور کر سکتا ہے لیکن جونہی وہ انسانی شکل میں ظاہر ہو گا خدا نہیں رہے گا خدا کے مرتبے سے معزول ہو جائے گا کیونکہ خدا اور انسان باہم متضاد ہیں۔ انسان فانی ہے جبکہ خدا لافانی ہے۔ کیا ایک ہی ذات بیک وقت فانی اور لافانی ہو سکتی ہے؟ انسان ابتدا رکھتا ہے جبکہ خدا کی کوئی ابتدا نہیں ہے۔ کیا ایک ہی ذات بیک وقت حادث اور قدیم ہو سکتی ہے؟ انسان کا ایک اختتام ہے جبکہ خدا کا کوئی اختتام نہیں ہے۔ کیا ایک ہی ذات بیک وقت اختتام پذیر اور اختتام ناپذیر ہو سکتی ہے؟ نہیں یہ نامعقول ہے۔

مولائے بندہ صفات یا بشر پیکر خدا (God-Man) وجود نہیں رکھتا کیونکہ یا تو وہ خدا ہے یا انسان ہے دونوں کا امتزاج مہمل اور لغو ہے لہٰذا خدا انسان بن سکتا ہے لیکن پھر وہ

خدا نہیں رہے گا وہ انسان ہی بن جائے گا۔ کیونکہ انسان غذا کا محتاج ہے جبکہ خدا غذا کا محتاج نہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد رب العزت ہے:

وھو یطعم ولا یطعم ط

''جبکہ وہی کھلاتا ہے اور اسے کھلایا نہیں جاتا۔''

[سورۃ انعام آیت 14]

انسان آرام کا اور نیند کا محتاج ہے جبکہ قرآن مجید آیت الکرسی میں فرماتا ہے:

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم ج لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ط لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ط

''اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ اور سب کا تھامنے والا ہے اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے سب اسی کی ملکیت ہے۔''

[سورۃ بقرہ، آیت 255]

لہٰذا اگر خدا انسان بنے تو خدا نہیں رہے گا، خدا اور انسان باہم یکجا نہیں ہو سکتے اور اگر بالفرض خدا انسان کی صورت میں آ جائے اور انسانی صفات اختیار کر لے تو آپ اس انسان کی عبادت کیوں کرنے لگے؟ کیونکہ اب تو وہ آپ جیسا اور مجھ جیسا ایک انسان ہے پھر تو آپ کی اور میری بھی عبادت کی جا سکتی ہے کیونکہ وہ آپ جیسی اور مجھ جیسی ہی قوتوں کا مالک انسان ہے اپنے ہی جیسے انسان کی عبادت سے فائدہ؟

اور پھر دوسری طرف سے یہ انسان اب خدا نہیں بن سکے گا یہ ناممکن ہے کیونکہ اگر یہ ممکن ہو تو پھر ہم آپ بھی کل خدا بنے ہوں گے۔

لہٰذا اگر خدا انسان بننا چاہے تو وہ بن سکتا ہے لیکن پھر خدا نہیں رہے گا لہٰذا خدا کبھی بھی انسان بننا نہیں چاہے گا۔ اللہ سبحانہ جھوٹ بول سکتا ہے لیکن کبھی نہیں بولے گا کیونکہ جھوٹ بولنا غیر خدائی فعل ہے جونہی وہ جھوٹ بولے گا خدا نہیں رہے گا۔ اللہ سبحانہ چاہے تو ظلم کر سکتا ہے لیکن کبھی نہیں کرے گا کیونکہ ظلم غیر خدائی فعل ہے جیسے کہ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے:

ان اللہ لا یظلم مثقال ذرہ ج

''یقیناً اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔''

[سورۃ نساء آیت 40]

پس اگر وہ ظلم کرے گا تو خدائی سے معزول ہو جائے گا اللہ سبحانہ چاہے تو غلطی کر سکتا ہے لیکن کبھی نہیں کرے گا کیونکہ غلطی کرنا خدائی شان کے خلاف ہے قرآن حکیم فرماتا ہے:

لا یضل ربی ولا ینسیٰ

''میرا رب نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے۔''

[سورۃ طہٰ، آیت 52]

پس خدا غلطی کرے گا تو خدا نہیں رہے گا اسی طرح اللہ بھولتا نہیں ہے کہ بھولے گا تو خدا نہیں رہے گا کیونکہ بھولنا بھی خدائی شان کے خلاف ہے۔

لا یضل ربی ولا ینسیٰ

''میرا رب نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے۔''

[سورہ طہٰ آیت 20]

بنابرایں قرآن مجید متعدد مقامات پر فرماتا ہے:

ان اللہ علی کل شئی قدیر

''بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

[سورۃ بقرہ آیت 284,109,106]، [سورۃ آل عمران، آیت 3]

[سورۃ نحل آیت 77]، [سورۃ فاطر آیت 1]

لیکن خدا صرف خدائی کام کرتا ہے جو اسے زیبا ہیں۔ خدائی شان کے خلاف افعال سرانجام نہیں دیتا قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

فعّال لما یرید

''وہ جو چاہتا ہے اسے خوب انجام دیتا ہے۔''

[سورۃ برج، آیت 16]

اس نظریئے کو کہ خدا انسانی شکل وصورت میں ظاہر ہو سکتا ہے ''تجسیمیت'' یا